

## أَنْزَلَ فِيهِ الْقُرْآنَ كِي لَطِيفِ تَفْسِيرِ

### رمضان میں خدا کے ہو جائیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷/۷ اپریل ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیت کی تلاوت کی:

شَهْرَ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ  
وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ  
فَلْيَصُمْهُ ۗ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ  
أُخْرٍ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ  
وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَيْكُم وَلَعَلَّكُمْ  
تَشْكُرُونَ ○ (البقرہ: ۱۸۶)

پھر فرمایا:-

قرآن کریم میں جن آیات میں رمضان شریف کا ذکر موجود ہے ان میں سے یہ ایک آیت ہے جس کی آج میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اور ظاہر بات ہے کہ کیوں کی ہے۔ کیونکہ کل سے انشاء اللہ تعالیٰ انگلستان میں رمضان مبارک شروع ہونے والا ہے۔ قرآن کریم نے رمضان سے متعلق جو مختلف روشنی ڈالی ہے اس میں سب سے زیادہ اہم بات اس بابرکت مہینے سے متعلق یہ بیان فرمائی کہ اس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ

تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت ہے۔ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ صرف اس میں عام ہدایت ہی نہیں بلکہ بہت کھلی کھلی اور غیر معمولی شان رکھنے والی ہدایت بھی موجود ہے۔ وَ الْفُرْقَانِ اور ایسی ہدایت ہے جو کھوٹے کھرے میں تمیز کرنے والی ہے۔ سچ کو جھوٹ سے نکھارنے والی ہے، روشنی کو اندھیروں سے ممتاز کر کے دکھانے والی ہے۔ گویا ہدایت کا کوئی پہلو ایسا باقی نہیں جو قرآن کریم میں موجود نہ ہو اور یہ ہدایت رمضان شریف میں اتاری گئی۔ جیسا کہ پہلے بھی اس سے متعلق میں روشنی ڈال چکا ہوں کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام قرآن کریم رمضان مبارک کے مہینہ میں ہی نازل ہوا اور مکمل طور پر ایک ہی مہینے میں اس مبارک کلام کا نزول ہوا بلکہ مراد یہ ہے (یعنی بہت سی باتوں میں سے ایک یہ بھی مراد ہے) کہ رمضان مبارک میں اس وحی کا آغاز ہوا ہے اور پھر رمضان مبارک میں جتنا جتنا قرآن کریم نازل ہوتا رہا اس کی باقاعدہ دہرائی ہوتی رہی اور ہر اگلے رمضان میں جب قرآن کریم کا آغاز ہوا ہے اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور اس وقت تک جتنی وحی نازل ہو چکی ہوتی تھی اسے دہراتے تھے۔ (بخاری کتاب فضائل القرآن حدیث نمبر: ۴۶۱۴) اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ شروع ہی سے قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ترتیب کا ایک دور جاری تھا اور وہ ساتھ ساتھ ہوتی چلی جا رہی تھی۔ پھر آخر یہ جب قرآن کریم مکمل ہوا ہے تو جو رمضان بھی اس کے بعد آیا ہے اس میں مکمل قرآن کریم ایک ہی مہینے میں دہرایا گیا۔ ایک تو یہ مطلب ہے اس آیت کا۔ دوسرا اس کا مطلب یہ ہے کہ اُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ رمضان وہ مہینہ ہے جس کے بارے میں قرآن کریم اتارا گیا ہے۔ اب یہ بڑا ایک انوکھا اور عجیب سا مضمون ہے۔ قرآن کریم کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دنیا جہان کے ہر قسم کے مسائل جن سے انسان کو دلچسپی ہو سکتی ہے یا دلچسپی نہ بھی ہو تو انسان کے لئے ضروری ہیں وہ بیان فرمادیئے گئے ہیں۔ تو انسانی مسائل پر جو کتاب محیط ہو اور اس کا کوئی پہلو بھی ادھورا نہ چھوڑے اس کے متعلق یہ کہنا کہ ایک مہینے کے بارے میں نازل کی گئی ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے میری توجہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے ایک ارشاد کی طرف مبذول ہوئی جس میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان دنیا میں جتنی بھی نیکیاں کرتا ہے یا دوسرے اعمال بجالاتا ہے وہ اپنی خاطر کرتا ہے لیکن روزے

میری خاطر رکھتا ہے اور روزے کی جزا میں خود ہوں۔

یہ حدیث ہے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت اور صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل الصیام سے لی گئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں روزہ کے علاوہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہوتا ہے۔ صرف روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بوجھ اللہ تعالیٰ کے حضور کستوری کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ ایک مسئلہ حل کرنے کے لئے میری توجہ جس ارشاد نبویؐ کی طرف مبذول ہوئی وہ اپنی ذات میں بھی ایک مسئلہ پیش کر رہا ہے اور خیال کو ایک دعوت دیتا ہے فکر کی کہ آخر یہ فرق کیوں دکھایا گیا ہے۔ ہر عبادت انسان کی اپنے لئے ہے اور صرف روزہ خدا کے لئے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ میرے نزدیک اُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ کا مضمون اس حدیث میں بیان ہوا ہے اور اب میں آپ کو فرق بتاتا ہوں کہ وہ کیا فرق ہے جس کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے باقی ساری عبادات کو یا حکم کی بجا آوری کو یا مناہی سے رکنے کو انسان کے اپنے لئے قرار فرمایا اور روزے کی عبادت کو خالصتہً اپنے لئے مقرر فرمایا۔ اگر آپ غور کریں تو خواہ وہ عبادتیں ہوں یا بعض اعمال کے کرنے کے احکام ہوں یا بعض برائیوں سے رکنے کا ارشاد ہو ان تمام امور کا بنی نوع انسان کے فائدے سے تعلق ہے اور ایک بھی حکم ایسا نہیں جو زائد ہو ان معنوں میں کہ انسان کو اس کی ضرورت نہیں لیکن محض خدا کی خاطر وہ بجالائے۔ چنانچہ جتنی چیزیں حرام ہیں ان میں سے ایک بھی ایسی نہیں جس کی حرمت توڑنے کے نتیجے میں انسان کو نقصان نہ ہو۔ جتنی چیزیں فرمائی گئی ہیں کہ تمہیں کرنی چاہئیں خواہ وہ عبادات سے تعلق رکھتی ہوں یا معاملات سے تعلق رکھتی ہوں وہ تمام کی تمام بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے ہیں۔ تو اس حدیث نے ایک عظیم الشان مضمون ہمارے سامنے کھول دیا۔ یہ غور کرنے کے لئے کہ جتنی بھی عبادات ہیں یا احکامات ہیں یا بعض باتوں سے رکنے کے متعلق ارشادات ہیں ان تمام چیزوں کا بنی نوع انسان کے فوائد سے تعلق ہے اور جہاں بھی آپ ان میں سے کسی سے اعراض کریں گے کسی حکم کو توڑیں گے اس کی بجا آوری میں غفلت کریں گے وہاں بنی نوع انسان کے لئے کوئی نہ کوئی دکھ کا سامان پیدا کر دیں گے۔ اس پہلو سے جب میں نے غور کیا تو میں حیران رہ گیا کہ ایک بہت ہی عظیم الشان تفصیلی مضمون ہے کہ قرآن کریم کے احکامات اور سنت نبویؐ کی تشریحات میں ایک ادنیٰ سی چیز بھی ایسی معلوم نہیں

ہوتی، معمولی سی چیز بھی ادنیٰ تو لفظ اس شان کے اوپر اطلاق ہونا ہی نہیں چاہئے۔ ایک چھوٹی سی چیز جسے ہم بظاہر چھوٹی دیکھتے ہیں وہ بھی ہمیں ایسی دکھائی نہیں دیتی جس کو ترک کرنے کے نتیجے میں بنی نوع انسان کو کوئی نقصان نہ پہنچ رہا ہو۔

پس بنی نوع انسان کی جنت شریعت کی حدود میں رہنا اور اس پر عمل کرنا ہے اور جس وقت یہ جنت اختیار کر لی جائے (لازم تو ہو جاتی ہے شریعت کے ذریعے جب یہ اختیار کر لی جاتی ہے) تو بنی نوع انسان کی سوسائٹی جنت بن جاتی ہے اور جنت نشان ہو جاتی ہے۔ پس وہ لوگ جو اپنے لئے اس دنیا میں جنتیں پیدا کرتے ہیں یقیناً خدا تعالیٰ ان کے لئے اسی جنت کے مشابہ لیکن اس سے بہت بہتر مَسْأَبًا کا لفظ کو پیش نظر رکھ کر میں یہ بات بیان کر رہا ہوں۔ اس جنت سے مشابہ لیکن اس سے بہت بہتر اخروی زندگی میں جنت کا سامان مہیا فرماتا ہے اور ان کے لئے جنت پیدا کر دیتا ہے۔ یہ تو مضمون ہے عام احکامات سے تعلق رکھنے والا۔ روزے میں وہ خاص کیا بات ہے جو اس کے علاوہ ہے؟ چنانچہ جب ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساری چیزیں جو روزمرہ کی زندگی میں انسان کے لئے جائز ہیں اور ان کو چھوڑنے کا حکم نہیں ہے وہ ساری چیزیں رمضان شریف میں خدا کی خاطر چھوڑی جاتی ہیں۔ یعنی اگر وہ نہ بھی چھوڑی جائیں تو بنی نوع انسان کو ان کے انفرادی لحاظ سے یا اجتماعی لحاظ سے اور باہمی معاملات کے لحاظ سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا مثلاً قرآن کریم فرماتا ہے **كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا** (الاعراف: ۳۲) کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو۔ اگر رمضان نہ بھی ہوتا اور انسان اس تعلیم کے علاوہ اس کے بغیر بھی **كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا** پر عمل درآمد کرتے رہتے تو انسانوں کے لئے کوئی نقصان نہیں تھا۔ کیونکہ اسراف کے نہ کر کے یعنی اعتدال کے اندر رہتے ہوئے انسان کھائے اور پیئے اس کے فائدے کی چیز ہے۔ تو رمضان میں جو چیز اس نے چھوڑی وہ اپنی خاطر نہیں چھوڑی۔ **وَلَا تُسْرِفُوا** کے تابع جو چیز اس نے چھوڑی وہ اپنی خاطر چھوڑی تھی مثلاً کھانا کھاتے کھاتے حد اعتدال سے گزر کر جو چیز وہ کھاتا ہے وہ اس کے لئے نقصان دہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کھاؤ پیو درست ہے لیکن حد اعتدال سے نہ گزرو۔ جب وہ ایک مقام پر آ کر اپنے ہاتھ روک لیتا ہے مثلاً آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مومن کو چاہئے کہ جب وہ کھائے تو بھوک تھوڑی سی رکھ کر کھانا چھوڑ دے۔ اس حد تک نہ کھاتا

چلا جائے کہ سیری ہو جائے اور پھر طبعاً اس کا دل کھانے سے پھر جائے بلکہ ہمیشہ ایسی حالت میں کھانا چھوڑے کہ ابھی کچھ اشتہاء باقی ہو۔ یہ ہے وَلَا تُسْرِفُوا کی وہ تفسیر جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمارے سامنے بیان فرمائی۔ نہایت ہی حسین تفسیر ہے اور علم طب کے لحاظ سے اس سے بہتر مشورہ انسان کو نہیں دیا جاسکتا کھانے پینے کے معاملات میں۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ جب ہم سیر ہوتے ہیں اس سے کچھ عرصہ پہلے جب کہ ابھی بھوک باقی ہوتی ہے ہمیں اپنی ضرورت کا کھانا مل چکا ہوتا ہے اور جو درمیان کا وقفہ ہے تھوڑا سا اس میں جسم کو مہیا شدہ کھانا جو جسم کے اندر داخل ہو چکا ہے وہ لٹو چکا ہوتا ہے لیکن اس کی اطلاع جسم کے دوسرے نظام تک ابھی نہیں پہنچی ہوتی اس لئے کہ وہ بیٹھے میں تبدیل ہو کر دوسری بعض چیزوں میں محلول ہو کر ابھی جسم کو پوری طرح یہ مطلع نہیں کرتا کہ ہاں تمہاری ضرورت پوری ہو چکی ہے۔ جب ایسی حالت میں انسان کھانا چھوڑ دیتا ہے کہ ابھی کچھ بھوک باقی ہے تو تھوڑی دیر میں یہ تھوڑا سا جو وقت لگتا ہے اطلاعیں پہنچنے کا وہ مکمل ہو جاتا ہے اور اس وقت انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ میں بھوکا نہیں اٹھا بلکہ میں پوری طرح سیر ہو چکا ہوں۔ اگر سیر ہو کر کھانا کھالے یعنی اپنی اطلاع کے مطابق جو براہ راست مل رہی ہے اس کو، تو دراصل وہ کچھ زیادہ کھا چکا ہوتا ہے اور اس کے بعد جو بوجھ پڑتا ہے طبیعت میں اور کسمل پیدا ہو جاتا ہے اور انسان اب سمجھتا ہے کہ میں کچھ دیر کام کے قابل نہیں رہا یہ اس حکم کی نافرمانی کے نتیجے میں ہے۔ پس اگر اس حکم کے اندر رہتے ہوئے یعنی وَلَا تُسْرِفُوا کو پیش نظر رکھتے ہوئے انسان روزمرہ کھانا کھائے تو ہرگز اس کے لئے نقصان کا موجب نہیں ہے۔ جب یہ بھی چھوڑ دے تو اپنے لئے تو نہیں چھوڑ رہا۔ خدا کی خاطر چھوڑ رہا ہے۔ اسی طرح روزمرہ کی عبادتوں کے لئے جو اس نے وقت مقرر کیا ہوا ہے وہ اس کے لئے موزوں اور مناسب ہے اس کی جسمانی صحت کے لئے بھی اس کی روزمرہ کی عادات کے لئے بھی ضروری ہے کیونکہ لفظ صلوة میں ورزش کا معنی بھی پایا جاتا ہے۔ آپ پانچ وقت جب وضو کرتے ہیں، کلی کرتے ہیں، حواج سے فارغ ہوتے ہیں اور یہ ساری چیزیں آپ کی ذات آپ کی صحت پر ایک نمایاں اثر پیدا کر رہی ہوتی ہیں۔ پھر اس کے بعد عبادت میں آپ کو اٹھنا بیٹھنا پڑتا ہے مختلف شکلوں میں جسم کو مروڑنا توڑنا پڑتا ہے۔ جن لوگوں کو پانچ وقت اسلامی نماز کی عادت نہ ہو ان کے اعضاء میں کئی پہلو سے سختی پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ میں نے دیکھا ہے بعض نو مسلم جب آ کر بیٹھتے ہیں تو بڑی مصیبت

پڑتی ہے بیچاروں کو۔ ایک ہارٹلے پول میں جب میں گیا تو ایک بوڑھے انگریز نو مسلم نے مجھے بتایا کہ میں نے جب اسلام کو قبول کر لیا اور میں نے نماز شروع کی تو میں حیران رہ گیا کہ یہ میں کیسے کروں گا۔ یعنی دل چاہتا تھا لیکن جسم میں یہ استطاعت ہی نہیں تھی کہ اس طرح وہ اپنے آپ کو موڑ سکے اور نماز کے تقاضے پورے کرنے کے لئے جو چلک چاہئے وہ موجود نہیں تھی۔ پھر اس نے بتایا پھر میرے ساتھ ایک معجزہ ہوا کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعا کے نتیجے میں نہ صرف مجھے یہ طاقت مل گئی بلکہ اس سے پہلے کے جو آزار تھے وہ بھی دور ہو گئے۔ اس کے علاوہ میں نے بعض دوسرے دوستوں کو بھی دیکھا ہے جب وہ نیا نیا اسلام قبول کرتے ہیں تو ان کے لئے سجدے میں جانا، التحیات بیٹھنا تو بہت ہی مصیبت بن جاتا ہے اور مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ پس یہ جو روزمرہ کی عبادت ہے ہماری اس میں جسمانی صحت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے اور وہ لوگ جو باقاعدہ وضو کر کے نمازیں پڑھتے ہیں اور باقاعدگی کے ساتھ نمازوں کا حق ادا کرتے ہیں سکون کے ساتھ ہر نماز کے جز میں ٹھہر ٹھہر کر نماز کو ادا کرتے ہیں ان کی جسمانی صحت نماز نہ پڑھنے والوں کی نسبت ہمیشہ بہتر رہتی ہے۔ پس ان سب امور میں جو عبادت بھی ہیں انسان کے اپنے فوائد موجود ہیں۔

پھر روزمرہ کی عبادت میں جس حد تک آپ نے جاگنا ہے آپ جاگ لیتے ہیں اپنے آپ کو عادت ڈال لیتے ہیں اور وہ جاگنا آپ کے لئے روزمرہ کے دوسرے فرائض ادا کرنے میں بھی مفید ثابت ہوتا ہے لیکن اس کے علاوہ بھی جب عبادت کے مفہوم پر آپ غور کریں تو یہ بہت وسیع مضمون ہے کہ عبادت کرتے وقت جو دعائیں آپ کرتے ہیں، جو آیات قرآنی آپ تلاوت کرتے ہیں یا دیگر ارکان کو ادا کرنے کے لئے ہدایات پر عمل کرتے ہیں ان سب کا آپ سے اور بنی نوع انسان کے فوائد سے براہ راست تعلق ہے اور اگر آپ وہ نہ کریں تو شدید نقصان میں مبتلا ہو جائیں گے لیکن رمضان کی زائد عبادتیں اگر آپ نہ بھی کریں تو کوئی نقصان نہیں ہے۔ آپ نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ قرآن کریم نے جو رمضان کی زائد ذمہ داریاں ڈال دی ہیں وہ ایک ایسا حصہ ہے کہ اس کے بغیر بھی بنی نوع انسان نہایت عمدگی کے ساتھ اپنے معاملات کو سلجھاتے ہوئے زندگی گزار سکتے ہیں لیکن رمضان میں کچھ زائد عبادتیں، زیادہ ذمہ داریاں ڈال دیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک ہی مہینے میں قرآن کریم کی بار بار تلاوت کی جائے۔ عام وقتوں میں یہ آپ کے لئے

ضروری نہیں سمجھا گیا بلکہ مَا تَيْسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (المزل: ۲۱) تھوڑا سا جتنا بھی میسر آئے تم قرآن پڑھ لیا کرو کافی ہے تمہارے لئے۔ تو کافی ہونے کے بعد کی جو چیز ہے جس کے بغیر بھی آپ آسانی سے زندہ رہ سکتے ہیں وہ آپ محض خدا کے لئے کرتے ہیں۔ وہ لوگ جن کو بعض دفعہ سارے سال میں بھی قرآن کریم ختم کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ رمضان کے ایک مہینے میں بار بار اس کا دور کرتے ہیں۔ پھر ایسے جائز حقوق ہیں جن کو آپ چھوڑتے ہیں محض خدا کی خاطر اور ان کو چھوڑنا بنی نوع انسان کے لئے ضروری نہیں۔ مثلاً قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہر بالسوء کو پسند نہیں فرماتا۔ اونچی آواز سے سختی کلامی کو پسند نہیں کرتا۔ سوائے اس کے کہ کسی پر زیادتی کی جائے۔ اگر وہ مظلوم ہے اور اس پر کسی نے زیادتی کی ہے تو اس کا یہ حق ہے کہ وہ اسی طرح اونچی آواز میں اس سے سختی سے کلام کرے اور اپنا بدلہ لے لے اگر وہ چاہتا ہے۔ عام حالات میں اگر یہ مضربات ہوتی تو خدا اس کو روک دیتا۔ یعنی بنی نوع انسان کی حفاظت کے لئے، ان کے حقوق کی حفاظت کے لئے بعض دفعہ یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ کسی سخت کلام انسان کو کچھ نمونہ چکھانے کے لئے اسی قسم کی سختی کا معاملہ اس سے کیا جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کلام میں جہاں کہیں سختی کی ہے وہاں اس حکمت کو کھول کر بیان فرمایا ہے کہ بنی نوع انسان کے معاملات کی اصلاح کی خاطر اور لوگوں کو یہ احساس دلانے کے لئے کہ دوسروں کے بھی احساسات ہیں بعض دفعہ کچھ سخت کلامی سے بھی پیش آنا پڑتا ہے ان لوگوں کے لئے جو بدکلامی میں حد سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ تو عام حالات میں نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔ رمضان کے دنوں میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم یہ حق بھی چھوڑ دو اور جب کوئی تم سے سخت کلامی کرے تو اس سے زیادہ کچھ نہ کہا کرو کہ میں تو روزے دار ہوں، خدا کے لئے میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ پس خدا کے لئے رمضان کا ہونا یہ مفہوم رکھتا ہے کہ گیارہ مہینوں میں زندگی کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے جتنے احکامات تھے وہ اپنی ذات میں مکمل ہیں ان میں کوئی کمی نہیں ہے۔ اگر اس مہینے میں بھی آپ ان پر عمل کرتے ہوئے وقت گزار لیتے تو بنی نوع انسان کو کوئی نقصان نہیں تھا۔ یہاں جو زائد آپ اپنے اوپر ذمہ داریاں ڈال رہے ہیں وہ اپنی خاطر نہیں کر رہے کیونکہ اس کے بغیر بھی آپ کی زندگی اچھی گزرتی تھی۔ محض خدا کی خاطر زائد تحفے کے طور پر محبت کے رنگ میں۔ پس خدا سے محبت کا مضمون ہے جو رمضان ہمیں سکھاتا ہے۔ تمام

ضرورت کی چیزیں ہماری پوری ہو گئیں لیکن پھر اس سے زیادہ کچھ کر کے ہم اپنے رب کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ جتنی طاقتیں اس نے ہمیں دی ہیں ان سب میں سے کچھ نہ کچھ اس کو لوٹاتے ہیں۔ وہ تمام ہماری تکالیف جن کو دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے عظیم الشان نظام بنایا ہوا ہے اور ہمیں اجازت دی ہوئی ہے کہ جائز طریق پر ان تکالیف کو دور کریں۔ ہم کچھ عرصے کے لئے ان تکالیف کو دور نہیں کرتے بلکہ خود اپنے اوپر سہیڑ لیتے ہیں۔ غیر معمولی گرمی میں پیاس کو برداشت کرنا انسانی صحت کے لئے نہ صرف یہ کہ ضروری نہیں بلکہ بعض دفعہ سخت مضر ثابت ہوتا ہے اس لئے یہ کہنا کہ روزہ انسان کے اپنے لئے ہے یہ غلط ہے۔ بعض صورتوں میں بھوک کا مسلسل برداشت کرنا اتنا مضر ہوتا ہے کہ جو ماہر ہیں معدے اور انٹریوں کے ڈاکٹران میں سے ایک ہمارے سامنے بھی بیٹھے ہوئے ہیں آج وہ کہہ دیں گے ایسے لوگوں کو کہ تم روزہ نہ رکھنا بھئی کیونکہ معدے میں السررز ہو جائیں گے، تیزاب بڑھ جائے گا اور کئی قسم کی مصیبتیں پیدا ہوں گی۔ تو بعض ایسی باتیں بھی رمضان میں ہمارے سامنے آتی ہیں جن کے متعلق انسانی علم ہمیں بتا رہا ہے کہ انسان کی اپنی خاطر نہیں ہے جو بہت موٹے اور اچھے معدے والے لوگ ہیں ان کو تو روزہ ضمناً فائدہ بھی دے دیتا ہے لیکن عام آدمی جس کا جسم پہلے ہی ہلکا پھلکا ہے اور جس کو کچھ تکلیف بھی ہے معدے کی، زیادہ اس کا حساس معدہ ہے اس کا روزہ رکھنا تو ایک مصیبت سہیڑ نے والی بات ہے۔ تو مختلف قسم کی ایسی رمضان آزمائشیں لے کے آتا ہے جن کے متعلق انسان عقلاً یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمارے لئے مفید نہیں ہے۔ مگر خالصہً للہ کرتا ہے۔ اس کے سوا ایک بھی عبادت نہیں جس کے متعلق آپ عقلاً یہ کہہ سکیں کہ ہمارے لئے مفید نہیں ہے۔ جہاں جس حد تک وہ مفید نہیں ہوتی وہاں وہ اس حد تک خدا رعایت دیتا چلا جاتا ہے اور رمضان میں بھی ایک موقع پہ جا کے رعایت فرما دیتا ہے۔ یہ فرما دیتا ہے کہ اچھا تم میری خاطر کرنا تو چاہتے ہو لیکن مجھے بھی تو تمہاری خاطر مقصود ہے۔ اس لئے جہاں سختی ذرا حد سے بڑھے وہاں میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ اچھا اب نہ رکھو بعد میں رکھ لینا لیکن رکھنا ضرورتاً کہ تمہیں پتا تو لگے کہ میری خاطر آرام چھوڑنا کیا ہوتا ہے اور میری خاطر بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرنا کیا ہوتا ہے؟ پس یہ جو مضمون ہے جسے قرآن کریم نے اس آیت میں ہمارے سامنے پیش فرمایا اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس مضمون کو ہمارے لئے حل کر دیا کہ یہ وہ ایسا مہینہ ہے جس کے بارے میں قرآن نازل ہوا ہے۔



اب میں اس مضمون کو اس کے ساتھ متعلق کر کے بتاتا ہوں۔ رمضان شریف کے مہینے میں روزمرہ کی عبادات اور روزمرہ کے انسانی حقوق اور روزمرہ کی انسانی ذمہ داریاں ادا کرنے کے علاوہ خدا سے تعلقات بڑھانے کے لئے تعلیم کا جو بھی معراج ہے وہ بیان ہو گیا ہے اور اس تعلیم کی آخری حدوں تک انسان عمل کرتا ہے۔ اس سے باہر دین کا کوئی جز باقی نہیں رہتا۔ رمضان شریف میں ہر انسان اپنے دین کی آخری حدوں کو چھو رہا ہوتا ہے۔ پس قرآن کریم کی تعلیم درجہ کمال تک بنی نوع انسان کو پہنچانے کے لئے جو کچھ پیش کر سکتی ہے ہر انسان کے لئے رمضان شریف میں وہ قرآن کریم کی تعلیم اپنی مکمل صورت میں اس کے سامنے آ جاتی ہے۔ پس رمضان کے متعلق قرآن کریم کے نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رمضان میں جو انسان زندگی گزارتا ہے وہ انسانی زندگی کا معراج ہے اور قرآن کریم تمہیں اپنے معراج تک پہنچانے کے لئے آیا ہے۔ اس پہلو سے اگر آپ غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر شخص کا رمضان ہر دوسرے شخص سے مختلف ہے اور ہر شخص کا معراج الگ الگ ہے لیکن قرآن کریم ہر شخص کو اس کے معراج تک پہنچانے کی قدرت اور استطاعت رکھتا ہے۔ اگر اس سے آگے وہ تعلیم پیش کرتا ہے اور انسان اس کو قبول نہ کر سکے اور آگے نہ بڑھ سکے تو انسان کا قصور ہے۔ قرآن کریم میں ہر پہلو سے انسان کی انتہائی ترقی کے لئے جو کچھ ممکن ہو سکتا تھا اس کے متعلق تعلیم موجود ہے اور چونکہ یہ انتہائی ترقی رمضان شریف میں ہو سکتی ہے اور رمضان شریف ہی میں ہوتی ہے اور روزوں سے اس کا گہرا تعلق ہے اس لئے گویا قرآن کریم رمضان کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ یعنی ایک دوسرے کے ساتھ یہ منطبق ہو جاتے ہیں۔ باقی گیارہ مہینوں کے متعلق ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کے بارے میں نازل ہوا ہے کیونکہ کچھ نہ کچھ حصہ باقی گیارہ مہینوں میں ایسا رہ جائے گا جو رمضان میں ہوگا لیکن ان میں موجود نہیں ہوگا۔ قرآن کریم کے بعض پہلو رمضان ہی میں انسان کو معلوم ہوتے ہیں اس کے علاوہ معلوم ہو ہی نہیں سکتے۔ تو یہ مہینہ دراصل قرآن کا متبادل ہے یعنی قرآنی تعلیم عملی طور پر جس مہینے میں اپنائی جاسکتی ہے یہ وہ مہینہ ہے۔ پس اس پہلو سے اس آیت کا مطلب یہ بنا کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ یہ وہ مہینہ ہے جس کے بارے میں قرآن کریم نازل فرمایا گیا اور اس مہینے میں بنی نوع انسان کی ہدایت اور ہدایت میں سے بھی اعلیٰ بینات اور کھلے کھلے

روشن نشانات اور فرقان جو کھوٹے کھرے میں اور ظلمات اور روشنی میں تمیز کرنے والی چیزیں ہیں وہ ساری نصیب ہو سکتی ہیں۔ پس وہ لوگ جو عام حالات میں گیارہ مہینوں میں صرف پہلی منزل پاسکتے ہیں یعنی **هُدًى لِّلنَّاسِ** کی منزل۔ رمضان مبارک ان کو آگے بڑھا کر **بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ** اور پھر اس سے آگے بڑھ کر فرقان کے عظیم الشان مراتب بھی عطا فرماتا ہے۔

پس اس مہینے کی اس پہلو سے غیر معمولی قدر کی ضرورت ہے مگر انہیں ہے کہ عام طور پر لوگ اس قدر اس مہینے کی قدر نہیں کرتے بلکہ وہ سمجھتے ہیں کہ محض بھوک پیاس کو برداشت کر لینا اور کچھ دیر کے لئے کھانے پینے سے رک جانا یہی رمضان ہے۔ یہ رمضان نہیں ہے یہ ہے جو اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ رمضان قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم کی ساری تعلیمات ہیں۔ چھوٹی تعلیمات بھی اور بڑی تعلیمات بھی، معمولی نظر آنے والی بھی اور نہایت اعلیٰ درجے کی بھی، فرضی تعلیمات بھی اور نوافل کی تعلیمات بھی اس لئے ان تعلیمات میں خصوصیت کے ساتھ رمضان میں عمل کرنا جن کو انسان عام حالات میں ترک کر دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں ان کے بغیر زندہ نہیں رہوں گا یہ ہے رمضان۔ اسی لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق آتا ہے کہ اگرچہ آپ گیارہ مہینے بھی رمضان کے علاوہ بھی ہمیشہ بے حد سخی ہوتے تھے، بے حد غرباء کی خدمت کرنے والے اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنے والے، محتاجوں پر رحم اور شفقت کرنے والے اور کثرت کے ساتھ ضرورت مندوں کو عطا کرنے والے ہوتے تھے مگر رمضان کے متعلق راوی بیان کرتے ہیں کہ یوں لگتا تھا جس طرح آندھی چل پڑی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی خیرات کی رفتار میں رمضان میں داخل ہو کر اتنی تیزی پیدا ہو جاتی تھی جیسے سبک رفتار ہوا چل رہی ہو وہ ایک دم آندھی میں بدل جائے۔ یہ وہ فرق ہے جس کے متعلق قرآن کریم کی یہ آیت ہمیں متوجہ کر رہی ہے کہ رمضان گویا قرآن کا متبادل ہے۔ یوں تمہیں رمضان میں سے گزرنا چاہئے گویا سارے قرآن میں سے گزر گئے ہو۔ گویا قرآن کریم اسی مہینے کی خاطر نازل ہوا۔ قرآن کی ساری تعلیمات پر اس مہینے میں عمل کرنے کی کوشش کرو کیونکہ عام مہینوں میں شاید تمہارے لئے یہ ممکن نہیں ہوگا۔

پس اگر قرآن کریم کی ساری تعلیمات پر اس ایک مہینے میں عمل کرنے کی کوشش کرنی ہے تو

آپ اندازہ کریں کہ کتنی ذمہ داریاں ہماری وسیع ہو جاتی ہیں اور خصوصیت کے ساتھ نوافل کی ادائیگی کی طرف غیر معمولی توجہ کی ضرورت سامنے آتی ہے۔ تب ہی میں نے گزشتہ رمضان میں احمدی خواتین کو نصیحت کی تھی کہ اپنے بچوں کو صرف روزے کی عادت نہ ڈالیں بلکہ سحری کھانے سے پہلے نوافل کی عادت ڈالیں اور مجھے معلوم ہوا بعض ماؤں کی طرف سے اطلاع ملی، بعض بچوں کی طرف سے یہ ملی کہ ہمیں بڑا مزہ آیا ہم نے نوافل شروع کر دیئے ہیں۔ مگر بالعموم میرا یہ تاثر ہے کہ مغربی دنیا میں جو احمدی خاندان بس رہے ہیں ان میں بچوں کو تہجد کی عادت نہیں ڈالی جاتی اور رمضان شریف یہ نعمت لے کر ہمارے سامنے آتا ہے۔ بہت ہی اچھا موقع پیش کرتا ہے۔ رمضان شریف میں جو ہم سیکھتے ہیں اس میں سے کچھ حصہ باقی سارا سال پہ بھی حاوی ہو جانا چاہئے۔ اس طرح منزل بہ منزل رمضان شریف ہمارا معیار بلند کرتا چلا جاتا ہے۔ یہ وہ خصوصیت کے ساتھ نصیحت ہے جسے آپ کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

پس کل جب ہم رمضان میں داخل ہوں گے جن احمدی ماؤں تک میری آواز پہنچی ہے یا والدین تک یا بچوں تک براہ راست پہنچی ہے وہ خصوصیت کے ساتھ اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ ایک بھی احمدی دنیا میں ایسا نہ ہو جس کو رمضان شریف میں تہجد کی عادت نہ ہو۔ بعض لوگ اپنی مرضی کی بات تو قبول کر لیتے ہیں اور جو ذرا مشکل ہو یا مرضی سے باہر ہو وہ ان کو سنائی نہیں دیتی۔ رمضان میں اصل میں سحری کھانا رمضان نہیں ہے بلکہ سحری سے پہلے روحانی غذاء کھانا یعنی نفل پڑھنا اصل رمضان ہے لیکن سحری کے متعلق بھی ہدایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس میں برکت ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک بوڑھی عورت کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ باقاعدگی کے ساتھ اٹھ کر سحری کھایا کرتی تھی اور روزہ کوئی نہیں رکھتی تھی تو اس سے کسی نے پوچھا کہ بی بی تم یہ سحری کھانے اٹھتی ہو روزہ بھی رکھ لیا کرو۔ کہنے لگی روزہ تو مجھ سے رکھا نہیں جاتا مگر سحری نہ کھاؤں تو کافر ہی ہو جاؤں کچھ تو برکت لینے دو مجھے لیکن اصل برکت سحری کھانے میں نہیں ہے۔ اصل برکت ان نوافل میں ہے جو رات کے وقت اٹھ کر خدا کے حضور انسان کھڑے ہو کر ادا کرتا ہے اور ان کا روزمرہ کی زندگی سے ایسا تعلق نہیں کہ ان کے بغیر انسان روحانی طور پر زندہ نہ رہ سکے۔ وہ محض خدا کی خاطر ہوتے ہیں۔ پانچ وقت کی نمازیں جو ہیں وہ بنی نوع انسان کے معاشرے، اس کے اخلاق، اس کی دینی صحت کی

حفاظت کے لئے اس حد تک ضروری ہیں کہ اگر وہ نہیں کرے گا تو اپنے لئے کوئی روحانی بیماری مول لے لے گا۔ کسی عارضے میں مبتلا ہو جائے گا، کوئی کمزوری پیدا ہوگی اس کے نتیجے میں۔ مگر اگر نفل نہ پڑھے تہجد کے وقت تو اس قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اگر پڑھے تو غیر معمولی فوائد ہیں۔ وہ فوائد کیا ہیں رمضان مبارک سے تعلق رکھنے والے؟ ان کے متعلق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ رمضان کے علاوہ روزے کے علاوہ جتنی نیکیاں انسان کرتا ہے اس کی جزائیں مقرر ہیں اور اس کے بدلے اس کو دیئے جاتے ہیں لیکن چونکہ میری خاطر رمضان سے گزرتا ہے اور روزے رکھتا ہے اس لئے رمضان کی نیکیوں کی جزا میں ہوں۔ کتنا عظیم الشان فرق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے حضور مناجات میں عرض کرتے ہیں۔ وآنچہ مہی خواہم از تو توئی۔ اے میرے آقا مجھے تو اور کسی ثواب کی حاجت نہیں ہے۔ وآنچہ مہی خواہم از تو توئی کہ میں تو جو تجھ سے چاہتا ہوں تو ہی ہے تو میرا ہوجا۔

پس جو شخص قرآن کے اعلیٰ مطالب کو پالیتا ہے اس کی نظر اس بات پر ہوتی ہے کہ میرا اجر خدا ہو اور خدا اجر بنانے کے لئے روزے رکھنا اور رمضان میں سے اس کے تمام فرائض اور نوافل کا خیال رکھتے ہوئے ان کا حق ادا کرتے ہوئے اس سے گزرنا یہ ضروری ہے۔ اس کے بغیر خدا جزا نہیں بنا کرتا۔ پس جب آپ رمضان سے اس طرح گزریں کہ خدا آپ کو مل جائے تو یہ وہ رمضان ہے جو سچا رمضان ہے۔ اگر رمضان سے اس طرح گزرائیں کہ خدا کو پائے بغیر پھر دوبارہ عام مہینوں میں داخل ہو جائیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے رمضان دیکھا ہی نہیں۔ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ جو شخص تم میں سے رمضان کو دیکھتا ہے وہ روزے رکھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے روزے رکھے جس کی جزا میں ہوں۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق۔

پس یہ وہ آخری فیصلہ کن مرحلہ ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہر رمضان سے گزرنے کے بعد آپ کو خصوصیت کے ساتھ اپنے سامنے یہ سوال اٹھانا چاہئے کہ کیا یہ رمضان جس طرح آپ نے گزارا اس کی جزا خدا تعالیٰ ہے؟ کیا میں نے محسوس کیا ہے کہ اس رمضان کے بعد خدا میرا ہو گیا ہے؟ اگر اس کا جواب ہاں میں ملتا ہے اور انکسار کے طور پر آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ کچھ محسوس ہوتا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا یقیناً کہ خدا میرا ہو گیا لیکن مجھے لگتا ہے کہ خدا میرا ہو رہا ہے

تو پھر یقیناً آپ کا رمضان سچا ہے ورنہ اس رمضان میں کوئی ایسی خامیاں ہیں کہ اسے عام مہینوں سے مختلف نہیں کیا جاسکتا۔

اس بات پر غور کرتے ہوئے ایک آسان حل میں نے سوچا ہے وہ زیادہ آسانی کے ساتھ معلوم ہو سکتا ہے۔ بجائے اس کے کہ آپ یہ سوچیں کہ خدا میرا ہو گیا ہے کہ نہیں اگر آپ رمضان کے دوران اور رمضان کے بعد بھی یہ سوچیں کہ آپ خدا کے ہو گئے ہیں کہ نہیں تو اس کا جواب آپ آسانی سے پاسکتے ہیں کیونکہ اپنے نفس کے حوالے سے یہ جواب ہے۔ ایک ایسی چیز کے حوالے سے جواب ہے جو آپ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ آپ کے ذاتی علم میں ہے اس سے زیادہ کسی اور کے علم میں نہیں سوائے خدا کے۔ پس اگر آپ خدا کے ہو چکے ہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا یقیناً آپ کا ہو چکا ہے۔ اس لئے کسی فرضی خیالی اندازے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنے روزمرہ کے حالات پر جب آپ غور کریں گے رمضان شریف میں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ خدا یکدم نہیں بنا کرتا کسی کا اور نہ آپ خدا کے یکدم بنا کرتے ہیں۔ یہ تو ایک ایسا سفر ہے جو قدم قدم بھی کیا جاتا ہے اور تیز رفتاری کے ساتھ بھی اختیار کیا جاتا ہے لیکن اس کی منازل معین طور پر طے ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ قطعی طور پر انسان کو معلوم ہوتا ہے۔ آپ جب خدا کے ہوں گے تو آپ کو وہ علامتیں معلوم ہوں گی جن کے نتیجے میں آپ خدا کے بن رہے ہیں۔ خالصتہً خدا کی خاطر آپ بعض اپنی کمزوریاں دور کر رہے ہوں گے، خالصتہً خدا کی خاطر آپ بعض نیکیاں اختیار کر رہے ہوں گے اور اٹھتے ہوئے قدم معلوم ہوں گے۔ اس میں کونسے اندازے اور فرض کی بات ہے کہ شاید میں ہو گیا ہوں اور شاید میں نہیں ہو گیا۔ آپ خدا کے بن رہے ہوں گے آپ کو معلوم ہو رہا ہوگا کہ آپ خدا کے بن رہے ہیں۔ یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اس میں ایک ادنیٰ ذرہ بھی شک کا نہیں ہے کہ جس جس معاملے میں آپ خدا کے ہو رہے ہوں گے اس معاملے میں خدا یقیناً آپ کا ہو رہا ہوگا۔ جب آپ خدا کے ہو جاتے ہیں تو خدا پھر آپ کا ہوتا ہے تو پھر وہ اس میں اپنے بعض نشان ظاہر بھی فرماتا ہے۔ اپنے پیار کی بعض علامتیں ظاہر کرتا ہے۔ قطعی طور پر انسان اپنی ذات کے حوالے سے پہلے فیصلہ کر سکتا ہے کہ کہیں میں خیالی دنیا میں تو نہیں رہ رہا لیکن اس کے بعد جو کچھ خدا کی طرف سے ملتا ہے وہ روحانی رزق کے طور پر عطا ہوتا ہے اور پھر سارا سال انسان رمضان میں سے گزر کر اس رزق کو کھاتا رہتا ہے اور پھر ایسی چیز نہیں ہے جو

اپنا تعلق بعد میں آپ سے توڑ لے۔

پس کل جو رمضان شروع ہونے والا ہے اس میں ان نصح کے پیش نظر دعا کرتے ہوئے داخل ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس رمضان کو صحیح معنوں میں اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جس طرف حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے متوجہ فرمایا ہے۔ یہ رمضان ہم حقیقتہً خدا کی خاطر گزاریں اور اس کے نتیجے میں خدا ہمارا ہو جائے اور اس میں یہ پیغام مضمحل ہے کہ تمہیں خدا کا ہونا پڑے گا اس رمضان میں اس کے بغیر خدا تمہارا نہیں ہو سکتا۔

اس شان کے ساتھ اگر ہم ساری جماعت احمدیہ اس رمضان سے گزر جائے تو اس سے بہتر اگلی صدی کا پہلا رمضان آپ نہیں مناسکتے۔ سب کچھ آپ کو مل گیا وہ وعدے جو ایک سو سال کے بعد پورے ہونے ہیں جن کی خوابیں آپ دیکھتے ہیں یا ہزار سال کے بعد پورے ہونے ہیں یا دس ہزار سال کے بعد پورے ہونے ہیں۔ آپ کی ذات میں اس دن پورے ہو جائیں گے جس دن آپ خدا کے ہو چکے ہوں گے۔ جب سب کچھ آپ کا ہو گیا پھر موجیں ہی موجیں ہیں پھر آپ کو اور کیا ضرورت ہے۔ پھر ہوں یا نہ ہوں اس سے آپ بے نیاز ہو جائیں گے۔ آپ کو یقین ہے کہ وہ وعدے ضرور پورے ہوں گے لیکن آپ اس لحاظ سے ان سے ضرور بے نیاز ہو چکے ہوں گے کہ آپ نے اپنی ذات میں وہ وعدے پورے ہوتے دیکھ لئے ہیں۔ پس یہ وہ اہم رمضان ہے جس کے لئے میرے دل میں ایک طوفان اٹھا ہوا ہے کہ کسی طرح جماعت کو یہ بتا دوں کہ اس اگلی صدی کے پہلے رمضان میں نہ آپ اس رمضان کو ختم ہونے دیں جب تک آپ کا وجود اپنے لئے ختم نہ ہو جائے اور خدا کے لئے نہ ہو چکا ہو۔ پھر آپ دیکھیں کہ کس شان کے ساتھ خدا آپ کا بنتا ہے اور کس شان کے ساتھ دنیا پھر آپ کی سچائی کے تحت اقدام چھتی چلی جاتی ہے۔ کوئی مشکل مشکل باقی نہیں رہے گی۔ کوئی پہاڑ کی بلندی پہاڑ کی بلندی نظر نہیں آئے گی۔ آپ کے قدموں کے نیچے بلندیاں ہوں گی۔ آپ کے قدموں کی برکت سے زمین کی وہ چوٹیاں بنائی جائیں گی۔ آپ وہ ہوں گے جو بلندیاں عطا کرنے والے ہوں گے۔ آپ بلندیاں مانگنے والے نہیں رہیں گے۔ پس خدا کرے کہ آپ کو اور مجھے اس قسم کا رمضان نصیب ہو جس کے بعد خدا ہمارا ہو جائے۔ جب خدا ہمارا ہوگا تو خدا کی دنیا پھر ہماری ہے کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔ آمین۔